www.KitaboSunnat.com

حافظ محمد مصطفیٰ راسخ☆

نصِ قرآنی کے متعلق چند علوم کا تعارف

علوم القرآن کا موضوع اہل علم کے لیے نیا نہیں، البتہ قرآن کریم کی عبارت (نقش) سے متعلق علوم قرآن، جنہیں علوم القراء ات کہنا زیادہ مناسب ہے، سے اہل علم عموماً واقف نہیں ہوتے۔ زیرنظر مضمون میں مجلس التحقیق الاسلامی کے رفیق کار جناب قاری محمد مصطفیٰ راسخ نے ان تمام علوم کا جامع تعارف پیش کر دیا ہے، جو قراء حضرات میں معروف ہیں۔ نیز انہوں نے واضح کیا ہے کہ تحریک کلّیۃ القرآن الکریم کے تحت جو نصاب مختلف مدارس میں رائج ہے، اس ضمن میں کون سے موضوعات سے طلبہ کلّیۃ القرآن کو روشناس کروایا جاتا ہے۔ [ادارہ]

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی بابرکت کلام اور نبی کریم ﷺ پر نازل کردہ عظیم الشان آخری آسمانی کتاب ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے جن وانس کی ہدایت وراہنمائی کے لئے نازل فرمایا۔ منسوب الی اللہ ہونے کی وجہ سے اس کی عظمت واہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ 'کلام الملوك ملوك الکلام' کے مصداق، جس طرح اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات سے افضل واعلیٰ اور برتر ہیں، اسی طرح قرآن مجید بھی تمام کتابوں اور کلاموں سے افضل واعلیٰ اور برتر ہے۔ حفاظت قرآن مجید کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُوْنَ﴾ [الحجر:۹] ''بے شک قرآن مجید کو ہم نے اتارا ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔'' اللہ تعالیٰ کی مذکورہ نگہبانی وحفاظت، قرآن مجید کے حروف، معانی، رسم سمیت جملہ اُمور پر مشتمل ہے۔

قرآن مجید کی اسی عظمت واہمیت کے پیش نظر اہل علم نے اس میں پنہاں متعدد علوم وفنون پر بے شمار کتب لکھ کر اس کے حروف، معانی اور رسم سمیت جملہ اُمور کو محفوظ کر لیا ہے۔ اور یہی حفاظت، مطلوب ومقصودِ الٰہی ہے۔ حفاظت قرآن کے جملہ علوم وفنون میں سے کچھ علوم معانی سے متعلقہ ہیں اور کچھ علوم قرآن مجید کے حروف (یعنی Text) کی حفاظت پر مشتمل ہیں۔ جن میں حروفِ قرآن کے بارے میں ہی بحث کی جاتی ہے۔ مثلاً علم التجوید، علم القراء ات، علم الضبط، علم الرسم، علم الفواصل اور علم الوقف والابتداء وغیرہ۔ ذیل میں ہم نص قرآن سے متعلقہ انہی چند علوم کا مختصر تعارف قارئین کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں تاکہ اہل ایمان کا ایمان تازہ ہوجائے اور بیمار دلوں کو شفا ملے۔

اور اس وقت ہمارے ہاں کُلِّیۃُ القرآن الکریم والعلوم الاسلامیۃ تابع جامعہ لاہور الاسلامیہ اور پاکستان میں قائم دیگر متعدد کلیات القرآن الکریم میں یہ علوم بطورِ نصاب پڑھائے جا رہے ہیں۔ نیز جب عالم غیر قاری اور قاری غیر عالم کا تصور ختم کر کے دونوں نصابوں (درس نظامی اور علم تجوید وقراء ات) کو یکجا کرنے کا آغاز ہوا

☆ فاضل کلّیۃ القرآن الکریم جامعہ لاہور الاسلامیہ، ورکن مجلس التحقیق الاسلامی، لاہور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو اس میں بنیادی طور علم التجوید اور علم القراء ات کو نمایاں حیثیت دی گئی اور اس کے ساتھ ساتھ ہی ان درج ذیل علوم کو بھی شامل نصاب کر دیا گیا تا کہ طالبانِ علم نصوصِ قرآنی سے متعلقہ ان علوم سے بھی واقفیت حاصل کر سکیں۔ مذکورہ علوم پر مشتمل نصاب، کبار علماء کی ایک کمیٹی نے تشکیل دیا جسے جامعہ لاہور الاسلامیہ کے پراسپیکٹس میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

یاد رہے کہ اس نصاب کی تیاری میں جامعہ اسلامیہ (مدینہ منورہ) کے نصاب کا خصوصی طور پر خیال رکھا گیا اور اس نئے نصاب کو حتی الامکان جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے نصاب سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

① علم التجوید

لغوی طور پر تجوید، عمدہ بنانے، اچھا بنانے اور خوبصورت بنانے کو کہتے ہیں۔ جبکہ اہل فن کی اِصطلاح میں تجوید کی تعریف یہ ہے کہ

''حروف قرآنیہ کو صفات اور مخارج کا لحاظ رکھتے ہوئے اَدا کرنا۔''

تجوید سیکھنا ہر مسلمان پر فرض اور واجب ہے تا کہ قرآن مجید میں لحن (غلطی) سے بچا جا سکے اور انسان صحیح عرب کے لب ولہجہ میں قرآن مجید کی تلاوت کر سکے۔ تجوید کے خلاف قرآن مجید پڑھنا حرام ہے اور بسا اوقات لحن جلی سے نماز بھی فاسد ہو جاتی ہے۔ [میزان التّجوید از قاری سید سلیمان سہارنپوری]

قرآن مجید کو تجوید کے ساتھ پڑھنے کی اہمیت کے حوالے سے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا﴾ [المزمل:۴] ''اور قرآن مجید کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔''

ترتیل کے ضمن میں علامہ جزری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب 'النشر' اور علامہ قسطلانی رحمہ اللہ نے 'لطائف الإشارات لفنون القراء ات' میں امیر المومنین سیدنا علی مرتضی رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے:

"هو تجويد الحروف ومعرفة الوقوف"

''یعنی ترتیل کا مطلب ہے حروف کو تجوید کے ساتھ ادا کرنا اور موقوف کی معرفت ہونا۔''

علامہ بیضاوی رحمہ اللہ نے اس کا معنی 'جوّده تجويداً' کہا ہے۔ [شرح فوائد مكية از قاری محمد ادریس عاصم: ص ۵۰]

تجوید کے اثبات میں علامہ جزری رحمہ اللہ اپنی منظوم تصنیف 'المقدمة' میں فرماتے ہیں:

والأخذ بالتجويد حتم لازم
من لم يجود القرآن آثم
لأنه به الإلٰهُ أَنزلا
وهٰكذا منه إلينا وصلا

''(علم) تجوید حاصل کرنا واجب اور ضروری ہے۔ جو تجوید کے ساتھ قرآن نہ پڑھے وہ گناہ گار ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو اسی (تجوید) کے ساتھ نازل کیا اور اسی طرح (تجوید کے ساتھ) اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم تک پہنچا ہے۔''

تجوید کے ساتھ قرآن مجید پڑھنا فرضِ عین ہے اور اس کا علم فرض کفایہ ہے جیسا کہ ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"العلم به فرض كفاية والعمل به فرض عين" [شرح فوائد مكية از قاری محمد ادریس عاصم: ص ۵۵]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’علم تجوید میں درج ذیل مباحث اور موضوعات پر گفتگو کی جاتی ہے۔‘‘

حروف کے مخارج

یعنی ہر ہر حرف کو ادا کرنے کا مقام بتایا جاتا ہے کہ اسے کہاں سے ادا کرنا ہے اور حروف کو اَدا کرنے کے مخارج راجح قول پر سترہ (۱۷) ہیں: أقصیٰ حلق، وسط حلق، أدنیٰ حلق، أقصیٰ لسان، وسط لسان، أدنیٰ لسان، طرف لسان، حافه لسان، جوف دهن، أضراس اور خیشوم وغیرہ ہیں۔

صفات

یعنی حروف کو اپنے مخارج سے اَدا کرتے وقت کس کیفیت سے اَدا کرنا ہے؟ مثلاً موٹا پڑھنا ہے یا باریک، سخت پڑھنا ہے یا نرم، سانس کو جاری رکھنا ہے یا بند کر لینا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

اہل فن کے ہاں حروف کی ادائیگی میں پیش آمدہ کیفیات کو صفات کہا جاتا ہے۔ اور پھر صفات کی دو اَقسام ہیں:

① صفاتِ لازمہ: صفاتِ لازمہ سے مراد وہ صفات ہیں جو حرف سے کبھی جدا نہ ہوں، اس کی پھر آگے دو اَقسام ہیں: ① متضادہ ② غیر متضادہ۔

صفات متضادہ دس ہیں جن میں سے پہلی پانچ صفات (یعنی ہمس، شدت، استعلاء، اطباق اور اذلاق) دوسری پانچ صفات (یعنی جہر، رخوت، استفال، انفتاح اور اصمات) کی ضد اور مقابل ہیں۔

صفات غیر متضادہ سات ہیں: صفیر، قلقلہ، لین، انحراف، تکریر، تفشّی اور استطالت۔

② صفاتِ عارضہ: صفات عارضہ سے مراد وہ صفات ہیں جو کسی عارضہ کی وجہ سے حروف میں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً لفظ جلالۃ (الله) سے پہلے اگر زبر یا پیش ہو تو موٹا پڑھیں گے۔ جیسے (هو الله) اور اگر زیر ہو تو باریک پڑھیں گے جیسے (بالله) اور علم تجوید کا بنیادی موضوع یہی مخارج اور صفات ہیں۔

علاوہ ازیں علم تجوید میں وقف وابتداء، ادغام کے مسائل اور مد کے مسائل کے بارے میں بھی تفصیلات بیان کی جاتی ہیں۔ (جن کو تفصیلاً یہاں بیان کرنے کا مقام نہیں ہے۔)

علم تجوید کے نامور اَساتذہ اور قراء کرام

من حیث الاداء علم تجوید کے سب سے بڑے استاد بذاتِ خود نبی کریم ﷺ ہیں۔ انہوں نے جس طرح جبریل علیہ السلام سے سنا تھا اسی طرح قواعد کے مطابق صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو پڑھا دیا اور چونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اہل زبان تھے، لہٰذا ان کو قواعد سیکھنے کی ضرورت نہ تھی۔ بعد میں جب عرب وعجم کا اختلاط ہوا تو قواعد مدوّن کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اور قواعد مدوّن کرنے والوں میں ابو الاسود الدؤلی، ابو عبید قاسم بن سلام، خلیل بن احمد الفراهیدی، ابو عمر حفص الدوری البصری، ابو مزاحم خاقانی اور موسیٰ بن عبید اللہ خاقان البغدادی کے نام سرفہرست ہیں۔

برصغیر پاک وہند میں علم تجوید کے نامور اَساتذہ کرام

- قاری عبد اللہ مہاجر مکی
- قاری عبد الرحمٰن مکی الہ آبادی
- قاری محمد سلیمان بھوپالی
- قاری مرزا محمود بیگ
- قاری عبد الخالق
- قاری عبد المالک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

* قاری حبیب الرحمٰن مکی
* قاری نثار احمد کانپوری
* قاری مشتاق احمد کانپوری
* قاری ضیاء الدین
* قاری محمد یامین
* قاری عبد اللہ تھانوی
* قاری اظہار احمد تھانوی
* قاری شریف
* قاری عبد الوہاب مکی
* قاری محمد یحییٰ رسولنگری
* قاری محمد ادریس عاصم
* قاری محمد عزیر
* قاری محمد ابراہیم میر محمدی
* قاری اَحمد میاں تھانوی
* قاری عبد الرحمٰن ڈیروی
* قاری عبد الستار صاحب
* قاری عبد الباعث سواتی
* قاری فتح محمد پانی پتی
* قاری رحیم بخش پانی پتی
* قاری محمد عمر پانی پتی

نوٹ: مذکورہ تمام مشائخ جہاں روایتِ حفص کے اساتذہ ہیں وہیں علم قراءات سبعہ وعشرہ کے وہ نمایاں مشائخ بھی ہیں جن کے سلسلۂ اسانید سے قراءات برصغیر پاک وہند میں منتقل ہوئیں۔

علم تجوید پر لکھی جانے والی چند معروف کتب

علم تجوید پر متعدد کتب عربی اور اردو زبان میں لکھی جا چکی ہیں جنہیں ان مختصر گذارشات میں قلمبند کرنا مشکل ہے ان میں سے چند معروف کتابوں کے اَسماء گرامی درج ذیل ہیں:

* المقدمة الجزرية از علامہ جزری رحمہ اللہ
* انشراح الصدور فی تجوید کلام الغفور از شیخ وہبہ سرور محلی
* تحفة الراغبین فی تجوید کتاب المبین از محمد بن علی بن خلف الحسینی
* تحفة المرید لمعرفة التجوید از شیخ حسین بن ادریس بن احمد
* العقد الفرید فی فن التجوید از شیخ علی بن احمد صبرہ
* الشرح الجدید فی أحکام التجوید از مصطفیٰ احمد ابوسنہ
* هداية المستفيد فی علم التجوید از شیخ محمد المحمود
* هداية القاری إلی تجوید کلام الباری از قاری المقری سید عبد الفتاح المرصفی العجمی المصری
* فوائد مکیہ از قاری المقری عبد الرحمٰن الہ آبادی
* تعلیقات مالکیہ شرح فوائد مکیہ از قاری المقری عبد المالک صاحب علی گڑھ
* أسهل التجوید از قاری المقری یحییٰ رسولنگری
* تحبیر التجوید از قاری محمد ادریس عاصم صاحب
* هدية الوحيد از قاری عبد الوحید خان الہ آبادی
* تعلیم الوقف از قاری عبد اللہ مکی صاحب
* جمال القرآن از قاری محمد اشرف علی تھانوی

قاری محمد ادریس عاصم حفظہ اللہ نے اپنی کتاب 'شرح فوائد مکیہ' میں علم تجوید پر لکھی گئی تقریباً ایک سو چوالیس (۱۴۴) کتب کے اسماء گرامی نقل کیے ہیں اور ساتھ ہی فرمایا ہے کہ وہ اپنی کتاب 'تاریخ علم تجوید وقراءت' میں علم تجوید پر لکھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئی مزید کتب کے نام ذکر کریں گے۔ [شرح فوائد مکیة: ص ٦٧ تا ٦٩]

۲ علم القراءات

چونکہ ماہنامہ 'رشد' لاہور کا شمارہ ہذا 'قراءات نمبر' اسی فن سے متعلقہ مضامین پر مشتمل ہے اور اس شمارے میں فن قراءات کی تعریف، اہمیت، قراءات کی اَسانید وحجیت، منکرین قراءت کا حکم، معروف قراء کرام اور معروف کتب وغیرہ سے متعلقہ تمام مباحث بالتفصیل موجود ہیں لہٰذا علم القراءات کا علیحدہ سے تعارف کروانا تکرار مکرر ہوگا جو غیر مفید ہے۔ گویا کہ شمارہ ہذا میں اس فن کا تفصیلی تعارف موجود ہے۔

۳ علم الضبط

لغوی طور پر ضبط کا معنی ہے کسی شے کی حفاظت کرنے میں انتہا تک جانا ہے، جبکہ اِصطلاحاً علم ضبط سے مراد وہ علم ہے جس کے ذریعے حرف کو پیش آنے والے حالات (مثلاً حرکت، سکون، شد اور مد وغیرہ) کی پہچان ہوتی ہے، اس کو شکل بھی کہتے ہیں۔ [إرشاد الطالبين]

علم الضبط کا موضوع وہ علامات ونشانات (مثلاً حرکات ثلاثہ، سکون، مد وشد وغیرہ) ہیں، جو کلمات قرآن کے درست تلفظ اور ان کی نطقی کیفیات کے تحفظ میں مدد دیتے ہیں۔ یہ مد والی بات ہم نے اس لیے کہی ہے کیونکہ صحیح تلفظ کی تعلیم کا اصل طریقہ تو تلقی اور سماع ہے جو نبی کریم ﷺ سے لے کر آج تک معمول بہ چلا آرہا ہے، تنہا علامات استاد یا شیخ کا بدل کبھی نہیں ہوسکتیں یہی وجہ ہے کہ بعض صورتوں میں علاماتِ ضبط کی موجودگی کے باوجود یہ لکھ دیا جاتا ہے کہ صحیح تلفظ استاذ سے شفوی طور پر سیکھا جائے۔ تاہم درست تلاوت قرآن کے لئے کسی صحیح کتابت والے مصحف کی ضرورت ہر مسلمان کو پڑتی ہے۔ اور اس مقصد کے لئے کتابت کی صحت علم الضبط کے بغیر ممکن نہیں۔

[قرآن وسنت، چند مباحث: ص ۱۰۴]

علامات ضبط کی تدوین

چونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اہل زبان تھے اس لیے انہیں بلا اِعراب (یعنی حرکات ثلاثہ زبر، زیر، پیش شد اور مد کے بغیر) قرآن مجید پڑھنے میں کوئی دقت محسوس نہ ہوتی تھی۔ اور وہ آسانی کے ساتھ قرآن مجید کی صحیح تلفظ کے ساتھ درست تلاوت کر لیا کرتے تھے۔ جب فتوحاتِ اسلامیہ کا دائرہ وسیع ہوتا چلا گیا اور عرب وعجم میں اختلاط ہوا تو اہل عجم کے لئے، قرآن مجید کی بلا اِعراب صحیح تلاوت کرنا، آسان کام نہ تھا۔ چنانچہ انہوں نے تلاوتِ قرآن مجید میں غلطیاں کرنا شروع کر دیں۔ جس سے یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ قرآن مجید کے (بلا اعراب) رسم پر ایسی علامات لگا دی جائیں جن سے اہل عجم کے لئے تلاوت کرنا آسان ہو جائے۔

علم الضبط کے سب سے پہلے موجد ابو الاسود الدؤلی ہیں۔ جنہوں نے لفظوں کے ذریعے شکل (حرفوں کی آواز کو علامات کے ذریعے متعین کرنا) کے ایک طریقہ کار کی ابتداء کی۔ ابو الاسود الدؤلی کے اس کام پر آمادہ ہونے کے محرکات کی مختلف روایات ہیں۔ ایک روایت یہ ہے کہ اس کا باعث ان کا عبید اللہ بن زیاد کا اَتالیق ہونا بنا۔ دوسری روایت یہ ہے کہ ایک موقع پر انہوں نے خود اپنی بیٹی کو غلط عربی بولتے سنا، تیسری روایت یہ ہے کہ کسی عدالت میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدعی نے اپنا کیس بالکل غلط عربی میں پیش کیا۔ چوتھی اور مشہور روایت یہ ہے کہ انہوں نے کسی آدمی کو سورہ التوبہ کی آیت نمبرتین میں لفظ (ورسولہ) کو مجرور پڑھتے ہوئے سنا۔ ممکن ہے یہ ساری وجوہ ہی درست ہوں بہر حال ابوالاسود الدؤلی نے حالات کی نزاکت کے پیش نظر والی بصرہ زیاد کے مطالبہ پر یہ عظیم الشان خدمت سرانجام دی۔

[قرآن وسنت چند مباحث: ص۱۱۰]

اس مقدس کام کا آغاز کرتے ہوئے ابوالاسود الدؤلی نے قبیلہ عبدالقیس یا قبیلہ قریش کے چند کاتبوں میں سے ایک ذہین ترین آدمی کو منتخب کیا اور اسے حکم دیا کہ مصحف کی روشنائی سے مختلف رنگ کی روشنائی لے لو۔ اور میرے ہونٹوں کا دھیان رکھو جب میں ہونٹ کھولوں (یعنی زبر پڑھوں) تو حرف کے اوپر ایک نقطہ لگا دینا، جب ہونٹ گول کروں (یعنی پیش پڑھوں) تو حرف کے سامنے ایک نقطہ لگا دینا۔ اور جب ہونٹ جھکاؤں (یعنی زیر پڑھوں) تو حرف کے نیچے ایک نقطہ لگا دینا اور جب تنوین پڑھوں تو ایک کی بجائے دو دو نقطے لگا دینا۔ یہی طریقہ کار اختیار کرتے ہوئے انہوں نے مکمل قرآن مجید پر اعراب لگا دیئے جو نقطوں کی شکل میں تھے۔ ابوالاسود الدؤلی رحمہ اللہ روزانہ ایک مجلس میں ضبط کیے ہوئے حصے کی بذاتِ خود نظر ثانی فرماتے اور پھر آگے کام شروع کر دیتے، اس طرح انہوں نے مکمل قرآن مجید پر علامات ضبط لگا دیں۔

ابوالاسود الدؤلی کے بعد نصر بن عاصم اور یحییٰ بن یعمر نے حجاج بن یوسف کے زمانہ میں ابوالاسود الدؤلی رحمہ اللہ کے کام میں مزید کچھ مفید اضافے کئے اور ایک ہی شکل میں لکھے جانے والے مختلف آوازوں والے حروف پر نقطے لگا کر ان کی آوازوں کو متعین کر دیا۔ مثلاً (ب) پر کوئی نقطہ نہیں تھا انہوں نے اس پر نقطہ لگا کر اسے تین الگ الگ آوازوں والے حروف (ب، ت، ث) میں تقسیم کر دیا اور اس طرح تمام ہم شکل حروف میں امتیاز کے لئے نقطے لگا دیئے۔ ان کے اس کام کو اہل فن کی اصطلاح میں نقط الإعجام کہا جاتا ہے۔

حروف معجمہ درج ذیل پندرہ ہیں:

ب، ت، ث، ج، خ، ذ، ز، ش، ض، ظ، غ، ف، ق، ن، ي

حروف مہملہ درج ذیل تیرہ ہیں:

ا، ح، د، ر، س، ص، ط، ع، ك، ل، م، و، هـ

نصر بن عاصم اور یحییٰ بن یَعْمُر نے یہ نقطے (الإعجام) مصحف کی سیاہی کے موافق روشنائی کے ساتھ لگائے تھے تاکہ ابوالاسود کے لگائے ہوئے نقط الاعراب سے ممتاز ہو سکیں۔ جو مصحف کی سیاہی سے مختلف سیاہی کے ساتھ لگائے گئے تھے۔

عباسی دور کے ابتدائی کئی برسوں ... بلکہ تقریباً ایک صدی تک ... کتابتِ مصاحف کا یہی طریقہ رائج رہا (یعنی حرکات بذریعہ رنگدار نقاط اور حرفوں کے نقطے مقابلۃً ان سے ذرا چھوٹے مگر کتابت متن والی سیاہی لکھنا) تاہم یہ دو قسم کے نقطے لکھنے اور پڑھنے والے ہر دو کے لئے صعوبت اور التباس کا سبب بنتے تھے اس لیے اعجام کے نقطے آہستہ آہستہ محض قلم کے قط کے برابر ہلکی ترچھی لکیروں کی صورت میں ظاہر کیے جانے لگے۔ [قرآن وسنت چند اہم مباحث: ص۱۱۳، ۱۱۴]

نقاط کی مشابہت سے پیدا ہونے والے التباس کے امکان کو کم کرنے کے لئے اور کتابت میں بیک وقت متعدد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیاہیوں کے استعمال کی صعوبت سے بچنے کے لئے ایک اور اصلاح کی ضرورت محسوس ہونے لگی۔ چنانچہ مشہور نحوی اور واضع علم العروض خلیل بن احمد الفراہیدی رحمہ اللہ نے وقت کی اس ضرورت کو نئی علامات ضبط ایجاد کر کے پورا کیا۔ اور یہی وہ علاماتِ ضبط ہیں جو کم وبیش آج بھی ہر جگہ نہ صرف کتابتِ مصاحف میں بلکہ کسی بھی مشکل عربی عبارت کے لئے استعمال ہوتی ہیں۔

خلیل فراہیدی نے نقط الاعجام کو متن کی سیاہی سے لکھنا اسی طرح برقرار رکھا۔ بلکہ انہوں نے حرفوں کے نقطوں کی تعداد اور ان کی جگہ کے تعین کے اسباب وعلل بھی بیان کئے۔ البتہ انہوں نے الشکل بالنقاط کی بجائے الشکل بالحرکات کا طریقہ ایجاد کیا۔ انہوں نے زبر کے لئے حرف کے اوپر ایک ترچھی لکیر (َ) زیر کے لئے حرف کے نیچے ایک ترچھی لکیر (ِ) اور پیش کے لئے حرف کے اوپر ایک مخفف سی واؤ کی شکل (ُ) لگانا تجویز کیا۔ اور تنوین کے لئے ایک کی بجائے دو دو حرکات (ً ٍ ٌ) مقرر کیں۔ خلیل بن احمد نے ان حرکات ثلاثہ کے علاوہ پانچ نئی علامات ضبط ایجاد کیں۔ اس نے سکون کے لئے حرف ساکن کے اوپر (ْ) یا (ہ) کی علامت وضع کی جو لفظ 'جزم' کے میم یا میم کے سرے کا مخفف نشان ہے۔ شدہ یا تشدید کے لئے اس نے حرف مشدد کے اوپر (ّ) لگانا تجویز کیا جو (ش) کے سرے سے ماخوذ ہے۔ مدہ یا تمدید کے لئے حروف ممدودہ کے اوپر (آ) کی علامت اختیار کی جو در اصل لفظ 'مد' ہی کی دوسری مخفف شکل ہے۔ اسی طرح ہمزہ وصل کے لیے الف کے اوپر (صـ) یعنی 'صلۃ' کے 'ص' کی ایک صورت اور ہمزہ قطعی کے لیے (ء) کی علامت وضع کی جو حرف (ع) کے سرے سے ماخوذ ہے کہتے ہیں کہ الخلیل نے روم اور اشمام کے لئے بھی علامات وضع کی تھیں۔

خلیل بن احمد الفراھیدی کی ایجاد کردہ علاماتِ ضبط کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ اس میں کتابت کے لئے دو سیاہیاں استعمال کرنا لازمی نہ تھا بلکہ متنِ قرآن اور علاماتِ ضبط سب ایک ہی سیاہی سے لکھے جانے لگے۔ اس سے کتابت میں صعوبت اور قراءات میں التباس کے امکانات کم تر ہو گئے۔ اس لئے یہ طریقہ بہت مقبول ہو گیا۔ آج کل دنیا بھر میں کتابت مصاحف کے لئے علاماتِ ضبط کا یہی طریقہ رائج ہے البتہ ضرورۃً ...اور بعض جگہ رواجاً... اس میں مزید اِصلاحات اور ترمیمات کا سلسلہ جاری رہا۔ [قرآن وسنت چند اہم مباحث: ۱۱۴، ۱۱۵]

علامات ضبط کا حکم

کتابت مصاحف میں علاماتِ ضبط کے اس کثیر التنوع استعمال سے یہ بات بھی کھل کر سامنے آتی ہے کہ علم الضبط کو علم الرسم کی طرح کی کوئی ایسی تقدیس حاصل نہیں ہے کہ ایک زمانے یا کسی ایک علاقے میں رائج طریق ضبط کی پابندی کو واجب قرار دیا جائے۔ بلکہ اس میں آسانی کے لئے آج بھی تبدیلی کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ نئی ایجاد کردہ علامات قدیم علامات ضبط سے آسان اور سہل ہوں۔ برصغیر پاک وہند میں رائج علامات ضبط سلف سے منقول قدیم علامات ضبط سے مختلف ہیں، لیکن یہ علامات مقابلۃً ان سے آسان ہیں۔ اس لیے علماء نے آسانی کی غرض سے ان علامات کے ساتھ کتابت قرآن مجید کی اِجازت دی ہے، بشرطیکہ اس میں موجود چند خامیوں کو دور کر لیا جائے۔

علم الضّبط پر لکھی گئی چند کتب کے نام

* الطراز فی شرح ضبط الخراز از ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ بن عبد الجلیل التنیسی رحمہ اللہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- كتاب أصول الضبط وكيفيته على جهة الاختصار از امام ابوداؤد سلیمان بن نجاح رحمہ اللہ
- رسالة فی علم الكتابة از ابی حیان التوحیدی، حققه الدکتور ابراہیم الکیلانی رحمہ اللہ
- السّبیل إلی ضبط كلمات التّنزیل فی فن الضبط از الشیخ احمد محمد ابی زیت رحمہ اللہ
- سمیر الطالبین فی رسم وضبط الكتاب المبین از الشیخ علی محمد الضباع رحمہ اللہ
- كتاب العین از خلیل بن أحمد الفراهیدي حققه مہدی المخزومی وابراہیم السامرائی رحمہ اللہ (بغداد)
- كتاب النقط از ابی عمرو عثمان بن سعید الدانی رحمہ اللہ
- كشف الغمام عن ضبط مرسوم الإمام از حسن بن علی بن ابی بکر الشهیر بالشبانی رحمہ اللہ (مخطوط)
- المحكم فی نقط المصاحف از ابی عمرو عثمان بن سعید الدانی رحمہ اللہ
- رسم المصحف وضبطه بین التوقیف والاصطلاحات الحدیثة از الدکتور شعبان محمد اسمٰعیل رحمہ اللہ
- اِرشاد الطالبین فی ضبط القرآن الكریم از الدکتور محمد سالم المحیسن رحمہ اللہ
- دلیل الحیران شرح مورد الظمآن في رسم وضبط القرآن للمارغنی التونسی رحمہ اللہ
- إیفاء الكیل بشرح متن الذیل فی فنّ الضبط از عبد الرزاق بن علی بن ابراہیم موسیٰ رحمہ اللہ (مدرس بالازہر سابقاً)

④ علم الرسم

رسم کا لغوی معنی اثر یا نشان ہے، اس کی جمع رسوم (آثار، نشانات) آتی ہے جب کہ 'علم الرسم' سے مراد وہ علم ہے جس کے ذریعے مصاحفِ عثمانیہ کی املاء میں رسم قیاسی کی مخالفت اور اختلافات کا پتہ چلتا ہے۔

[قرآن وسنت چند مباحث: ص۴۷]

قاری رحیم بخش پانی پتی رحمہ اللہ علم الرسم کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''قرآنی کلمات کو حذف وزیادت اور وصل وقطع کی پابندی کے ساتھ اس شکل پر لکھنے کا علم، جس پر صحابہ کرام کا اجماع ہے اور تواتر کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔'' [الخط العثمانی فی الرسم القرآنی: ص۲]

علم الرسم کا موضوع قرآن مجید کے حروف من حیث الکتابت ہیں، کیونکہ اس علم میں حروف کی رسم ہی کا بیان ہوتا ہے تاکہ جس طرح قرآن مجید من حیث المعنی محفوظ ہے، اسی طرح اس کی رسم بھی محفوظ ہو جائے۔ تمام قراء کرام اور اہل علم پر واجب ہے کہ قرآن مجید کے رسم کا علم حاصل کریں اور اس کی پیروی کریں اور اس کی مخالفت کرنے سے اجتناب کریں۔ [الخط العثمانی في الرسم القرآنی: ص۷]

رسم عثمانی توقیفی ہے، جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی نگرانی میں لکھوایا۔ عہدِ صدیقی اور عہدِ عثمانی میں بھی حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لکھوائے ہوئے رسم کے مطابق قرآن مجید کو جمع کیا۔ کتابت مصاحف میں رسم عثمانی کا التزام کرنا فرض اور واجب ہے۔ رسم عثمانی کے خلاف عربی یا غیر عربی حروف میں لکھنا حرام ہے، کیونکہ یہی وہ معیاری رسم ہے جس پر (۱۲۰۰۰) بارہ ہزار صحابہ کرام اور اُمت کا اجماع ہے۔ (رسم عثمانی کی توقیفیت اور کتابت مصاحف میں اس کا التزام کرنے کے حوالے سے تفصیلات جاننے کے لیے راقم الحروف کے 'رسم عثمانی اور اس کی شرعی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیثیت' نامی مضمون کا مطالعہ فرمائیں۔ جو ماہنامہ 'رشد' کے شمارہ ہذا 'قراءات نمبر' میں شامل اشاعت ہے۔

مصاحف عثمانیہ کا رسم زیادہ تر رسم قیاسی کے موافق ہی ہے صرف چند کلمات میں رسم عثمانی مروّجہ رسم قیاسی کے خلاف ہے۔ذیل میں ہم رسم عثمانی اور رسم قیاسی کے اختلاف کی بطورِ نمونہ چند مثالوں کو بیان کرتے ہیں۔جس سے آپ رسم عثمانی اور رسم قیاسی کے بنیادی اختلاف کو سمجھ جائیں گے۔

رسم عثمانی	رسم قیاسی
آلـٰٔنَ	الآنَ
اِیّٰیَ	اِیَّایَ
العُلَمٰٓؤُا	العُلَمَاءُ
جاىِٔ ءَ	جِیْءَ
سأوريكم	سأريكم
الاِنسٰن	الإنسان
یَبْنَؤُمَّ	یَا ابْنَ أمَّ
بأییدٍ	بأیْدٍ
أفَائِنْ	أفَإنْ
سَلٰسِلَا	سَلَاسِلَ

رسم عثمانی پر لکھی گئی چند معروف کتابوں کے نام

* المقنع في معرفة رسم مصاحف الأمصار از امام ابی عمرو عثمان بن سعید الدانی رحمہ اللہ
* مختصر التبيين لهجاء التنزيل از امام ابی داؤد سلیمان بن نجاح رحمہ اللہ
* جامع البيان في معرفة رسم القرآن از علی اسماعیل السید ہنداوی رحمہ اللہ
* إعجاز رسم القرآن از محمد شملول رحمہ اللہ
* الخط العثمانی في رسم القرآنی از قاری رحیم بخش پانی پتی رحمہ اللہ (اردو)
* سمير الطالبين فى رسم وضبط الكتاب المبين از الشیخ علی محمد الضباع رحمہ اللہ
* رسم المصاحف وضبطه بين التوقيف والاصطلاحات الحديثية از الدکتور شعبان محمد اسماعیل رحمہ اللہ
* دليل الحيران شرح مورد الظمآن فى رسم وضبط القرآن از مارغنی التونسی رحمہ اللہ
* اختلاف مصاحف الشام والحجاز والعراق از عبد اللہ بن عامر الیحصبی رحمہ اللہ
* كتاب اختلاف مصاحف أهل المدينة وأهل الكوفة وأهل البصرة از علی بن حمزہ الکسائی رحمہ اللہ
* الإعلان بتكملة مورد الظمآن از ابن عاشر رحمہ اللہ
* اختلاف المصاحف از خلف بن ہشام البزاز رحمہ اللہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

* اختلاف أهل الكوفة والبصرة والشام فی المصاحف از یحیی بن زیاد الفراء رحمہ اللہ
* اللطائف فی جمع هجاء المصاحف از ابن مقسم العطار رحمہ اللہ
* البديع فی هجاء المصاحف از مکی بن طالب القیسی رحمہ اللہ
* عنوان الدليل فی مرسوم خط التنزيل از أبی العباس المراکشی الشہیر بابن البناء رحمہ اللہ
* عقيلة أتراب القصائد فی بيان رسم المصاحف از قاسم بن فیرہ الشاطبی رحمہ اللہ
* كشف الأسرار فی رسم مصاحف الامصار از ابی یحییٰ محمد بن محمود الشہیر ازی السمرقندی رحمہ اللہ
* رسم عثمانی اوراس کی شرعی حیثیت از حافظ سمیع اللہ فراز (مقالہ ایم فل شیخ زید اسلامک سنٹر)

علم الرسم کے بارے میں یہ بطور نمونہ چند کتب کے نام ذکر کر دیئے ہیں ۔ورنہ علم الرسم پر اتنی زیادہ کتابیں لکھی جا چکی ہیں کہ ان کا شمار کرنا بھی کارِ دشوار ہے ۔ پروفیسر حافظ احمد یار صاحب نے اپنی کتاب 'قرآن وسنت چند مباحث' میں تقریباً ۵۰ کتابوں کے نام ذکر کئے ہیں ۔اس کثرت تالیفات کا ایک سبب غالب یہ بھی بنا کہ مصاحف کی تیاری مسلمانوں کی روزمرہ کی ضروریات کا ایک جزء تھا (اور ہے) ہر مسلمان کو نہیں تو کم ازکم ہر مسلمان کنبہ کو ایک مصحف کی لازماً ضرورت ہوتی تھی ۔اسی بناء پر ہر ایک کاتب مصحف کے پاس ایک مختصر راہنمائے رسم قرآن کی قسم کا رسالہ یا کتاب کا ہونا ضروری تھا ۔ جس میں کم ازکم ضروری مقامات کی املاء کے بارے میں معلومات اور ہدایات موجود ہوں ۔چنانچہ قرآن مجید کے ایسے تمام مقامات کی سورت بسورت نشان دہی کے لئے متعدد مختصر اور مطول کتب لکھی گئیں ۔ [قرآن وسنت چند مباحث: ص۶۱]

⑤ علم الفواصل (یا عدّ الآي)

علم الفواصل سے مراد ایک ایسا فن ہے ،جس میں قرآن مجید کی سورتیں اور ان کی آیتوں کا شمار اور ان کے ابتدائی اور آخری سرے بتائے جاتے ہیں ۔علم الفواصل کا موضوع بھی قرآن کی سورتیں اور آیات ہیں ، کیونکہ اس علم میں انہی کے حالات سے متعلق بحث کی جاتی ہے ۔شمار آیات کے علم کے متعدد فوائد ہیں جن میں سے چند فوائد درج ذیل ہیں:

* نماز میں مسنون قراءت کا میسر آجانا چنانچہ نبی کریم ﷺ فجر کی نماز میں ساٹھ (۶۰) آیتوں سے سو (۱۰۰) آیتوں تک پڑھتے تھے۔
* رات میں دس ، پچاس ،سو ، دوسو ، تین سو آیتوں کی تلاوت پر خاص خاص درجوں کا عطا ہونا ۔
* دو ، تین ، چار یا ان سے زیادہ آیات سیکھ لینے کا اتنی ہی اونٹنیاں مل جانے سے بہتر ہونا ۔
* آیات شمار کرنے کے ذریعے نبی کریم ﷺ کی سنت ادا کرنے کا ثواب نصیب ہونا کیونکہ آپ ﷺ انگلیوں سے آیات شمار کرتے تھے۔
* سورۃ ملک کی تیس (۳۰) آیتوں کا سفارش کرنا اور اس کا قبول ہو جانا ۔
* سورۃ الکہف کی پہلی دس آیات حفظ کر لینے کے سبب دجال کے فتنے سے محفوظ رہنا ۔
* رات میں بیدار ہونے کے وقت سورت آل عمران کے آخری رکوع کی تلاوت کا ثواب میسر آنا جو نبی کریم ﷺ کی سنت ہے ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

* رات کے وقت سورۃ بقرہ کی آخری دو آیات کی تلاوت کا آفتوں اور پریشانیوں سے بچانے اور ہر نعمت دلانے کے لئے کافی ہونا۔
* نماز میں سورۃ الفاتحہ کے بعد چھوٹی تین آیات اور بڑی ایک آیت کی تلاوت کا احناف کے ہاں واجب اور دوسرے اماموں کے ہاں سنت ہونا۔
* ورش کے لئے ذوات الراء کلمات اور گیارہ سورتوں کے رؤس آیات کے یائی کلمات میں صرف تقلیل ہے۔

[کاشف العسر شرح ناظمة الزهر :ص۴۳،۴۴]

علم الفواصل (یا علم عدّ الآی) کی توقیفیت

علم الفواصل توقیفی ہے، کیونکہ نبی کریمﷺ سے صحیح ثابت ہے کہ آپ نے بعض سورتوں کی آیات کی تعداد بتائی اور گن کر بتلایا کہ اس اس سورت کی اتنی اتنی آیات ہیں۔ یا آپؐ نے بعض متعین آیات (مثلاً سورۃ الکہف کی پہلی دس یا سورۃ البقرۃ کی آخری دو وغیرہ) کے فضائل بیان کیے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شمار آیات توقیفی ہے۔ شمار آیات کے بارے میں چند صحیح احادیث درج ذیل ہیں:

* امام دانی رحمہ اللہ کی روایت پر سیدہ ام سلمہؓ سے منقول ہے کہ میں نے اپنے کانوں سے سنا کہ نبی کریمؐ اس سورت (یعنی سورۃ الفاتحہ) کی تلاوت فرما رہے تھے سو آپﷺ ''بسم الله الرحمن الرحيم۞ العلمين۞ الرحيم۞ الدين۞ نستعين۞ پانچوں آیات میں سے ہر ایک پر ایک ایک انگلی بند کرتے رہے۔ اور نستعین پر پہنچ کر پانچوں انگلیاں بند کر لیں۔ پھر المستقیم' پر ایک انگلی کھڑی کر لی۔ جس میں اشارہ تھا کہ یہاں چھ آیتیں ہوگئیں۔ پھر سورت کے آخر میں ایک انگلی اور اٹھالی جس کے معنی یہ تھے کہ سات آیتیں ہوگئیں۔

* سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریمﷺ نے فرمایا: قرآن مجید کی تیس (۳۰) آیتوں نے اللہ تعالی سے ایک شخص کے بارے میں سفارش کی یہاں تک کہ اس کو جنت میں پہنچا دیا۔ اور وہ سورۃ الملک ہے۔

* سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی کریمﷺ نے فرمایا: جس شخص نے سورۃ الکہف کے شروع کی دس آیتیں حفظ کر لیں اسے دجال کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

* سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا (اُم المؤمنین) کے ہاں رات گذاری۔ آدھی رات کے وقت نبی کریمﷺ بیدار ہوئے اور سورۃ آل عمران کی آخری دس آیات ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضِ...... سے لیکر تُفْلِحُونَ﴾ تک پڑھیں۔

* بخاری شریف میں نبی کریمﷺ سے منقول ہے کہ جس شخص نے رات کو سوتے وقت سورۃ البقرۃ کی آخری دو آیات پڑھیں وہ اسے کافی ہو جائیں گی۔

* سیدنا عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی کریمﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم صفہ پر موجود تھے۔ آپ نے فرمایا: تم میں سے کون اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وادی بطحان اور عقیق میں جائے اور وہاں سے بغیر کسی گناہ اور قطع تعلق کے دو موٹی تازی اونچی کوہان والی چمکدار اونٹنیاں لے آئے۔ (یعنی بالکل حلال طریقے سے مل جائیں) ہم نے عرض کیا یا رسول اللہﷺ! ہم میں سے ہر ایک اس بات کو پسند کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا: تم میں سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر ایک مسجد میں جا کر کتاب اللہ کی دو آیات کیوں نہیں سیکھ لیتا وہ اس کے لئے دو اونٹنیوں سے بہتر ہیں، اور تین آیتیں تین اونٹنیوں سے اور چار آیتیں چار اونٹنیوں سے بہتر ہیں۔

مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آیتوں کا شمار نبی کریم ﷺ سے توقیفاً ثابت ہے اور آپ آیات کو شمار کیا کرتے تھے۔ [کاشف العسر شرح ناظمة الزهر:۳۹تا۴۲]

عقلی دلائل

شمار آیات کے توقیفی ہونے پر چار عقلی دلائل

* قرآن مجید میں متعدد ایسے کلمات ہیں جو اپنی ظاہری شکل اور وزن میں ان کلمات سے ملتے جلتے ہیں۔ جن پر سب نے آیت شمار کی ہے، لیکن یہ کلمات اجماعاً متروک ہیں اور ان پر کسی نے بھی آیت شمار نہیں کی۔

* بعض کلمات ایسے ہیں جن پر کلام اور جملہ پورا نہیں ہوتا، یا ان کلمات کا بعد والے الفاظ سے قوی درجہ کا تعلق ہے، اور اس صورت میں عقل کا تقاضا یہی تھا کہ ان پر آیت شمار نہ کی جاتی لیکن وہاں آیت شمار کی گئی ہے۔

مذکورہ دو دلیلوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آیات کے ہم شکل اور ہم وزن ہونے کے باوجود ان کلمات پر آیت شمار نہ کرنا اور مابعد کے ساتھ قوی تعلق ہونے کے باوجود آیت شمار کر لینا توقیفی امر ہے، اور اس میں عقل و اجتہاد کا کوئی دخل نہیں ہے، کیونکہ عقل کا تقاضا ہے کہ آیات کے ہم شکل اور ہم وزن کلمات پر آیت شمار کی جائے اور مابعد کے ساتھ قوی تعلق رکھنے والے کلمات پر آیت شمار نہ کی جائے۔ حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ یہ تفریق توقیف سے ہی ہو سکتی ہے، عقل و رائے سے نہیں۔

* قرآن مجید کی انتیس (۲۹) سورتوں کے شروع میں حروف مقطعات آتے ہیں، کوفی رحمہ اللہ نے ان میں سے انیس (۱۹) سورتوں کے مقطعات پر آیت شمار کی ہے جبکہ دس (۱۰) سورتوں کے مقطعات کو اس سے مستثنیٰ کر دیا ہے۔ حمصی نے صرف ایک جگہ (قٓ) پر آیت شمار کی ہے، جبکہ دیگر (۲۸) مقامات پر آیت شمار نہیں کی۔ سو ان حضرات کا حروف مقطعات کو شمار کرنے کے بارے میں تفریق کرنا اس کے توقیفی ہونے کی تیسری بڑی دلیل ہے، کیونکہ عقل کی رو سے تو تمام حروف مقطعات بالکل یکساں ہیں۔ اس لیے ان کا حکم بھی ایک ہی ہونا چاہیے تھا، یعنی یا تو سب پر آیت ہوتی یا کسی پر بھی نہ ہوتی حالانکہ واقعہ اس کے خلاف ہے اور وہ یہ ہے کہ کسی پر آیت ہے اور کسی پر نہیں ہے۔

* آیات کے شماروں کے توقیفی اور نبی کریم ﷺ کے بتائے ہوئے ہونے کی چوتھی دلیل یہ ہے کہ بعض آیات صرف ایک کلمہ کی ہیں۔ اور ایک کلمہ سے کوئی بھی معنی و مفہوم واضح نہیں ہوتا۔ اور ایک ہی کلمہ والی آیات بعض بڑی بڑی سورتوں میں بھی آئی ہیں جیسے والطّور، والفجر، وغیرہ۔ اگر آیات اور ان کے شمار توقیفی نہ ہوتے بلکہ عقل سے مقرر کیے جاتے تو کوئی بھی آیت ایسی نہ ہوتی جو ایک کلمہ والی ہو۔ [کاشف العسر شرح ناظمة الزهر:۵۹تا۶۹]

اِعتراض

یہاں ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر آیات کا شمار توقیفی ہے عقلی اور اجتہادی نہیں۔ تو پھر مختلف شماروں کی آیات کی تعداد کیوں مختلف ہے۔ تمام شماروں میں ایک ہی عدد ہونا چاہیے تھا؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب

اس علم میں توقیف نبوی اور آپ ﷺ سے سماعِ صحابہ، ان کے اجتہاد کے منافی نہیں ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رؤوس آیات پر وقف کرتے ہوئے آیات کا علم سکھایا ہے۔ بعض آیات ایسی ہیں جہاں نبی کریم ﷺ نے ہمیشہ وقف کیا اور وصل نہیں کیا۔ایسی آیات تمام شماروں میں بالاتفاق معدود ہیں۔بعض مقامات ایسے ہیں جہاں نبی کریم ﷺ نے ہمیشہ وصل کیا اور وقف نہیں کیا، ایسے مقامات بالاتفاق تمام شماروں میں متروک ہیں۔

بعض مقامات ایسے ہیں جہاں نبی کریم ﷺ نے کبھی وقف کیا اور کبھی وصل کیا۔اور اہل فن کے لئے یہی مقامِ اختلاف ہے، کیونکہ آپ ﷺ کے وقف کرنے میں اس مقام کے رؤوس آیات میں سے ہونے کا احتمال ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ آپ نے راحت کے لئے یا تعریف وقف کے لئے وقف کیا ہو اور آپ ﷺ کے وصل کرنے میں اس مقام (جہاں پہلے وقف کیا تھا) کے عدم رؤوس آیات میں سے ہونے کا احتمال ہے اور رأس الآیۃ ہونے کا بھی احتمال رہتا ہے۔

ان احتمالات کی موجودگی میں کسی مقام پر آیت ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ کرنا اجتہاد کے بغیر ناممکن تھا اور یہی محتمل فیہ مقامات صحابہ کرام کے اجتہاد کرنے کا سبب بنے۔جو در اصل نبی کریم ﷺ سے ہی ثابت تھے۔

[بشیر الیسر شرح ناظمة الزهر:ص۱۱۴]

آیات کے شماروں کی تعداد

آیات کے شماروں کی تعداد سات (۷) ہے جن کے نام درج ذیل ہیں:

① مدنی اول ② مدنی اخیر ③ مکی ④ کوفی ⑤ بصری ⑥ دمشقی ⑦ حمصی

قرآنی آیات دو طرح کی ہیں:

① **اجماعی:** ان سے مراد وہ آیات ہیں جن پر شمار آیات کے ساتوں اماموں نے آیت شمار کی ہے اور ان کی تعداد چھ ہزار نوے (۶۰۹۰) ہے۔

② **اختلافی:** اس سے مراد وہ آیات ہیں جن پر بعض نے آیت شمار کی ہے اور بعض نے نہیں کی۔اور ان کی تعداد دو سو تہتر (۲۷۳) ہے۔یہی وہ مختلف فیہ مقامات ہیں جن کے بارے میں علم الفواصل میں بحث کی جاتی ہے کہ کہاں کہاں آیات معدود ہیں اور کہاں کہاں متروک ہیں۔مذکورہ ساتوں شماروں اور ان میں آیات کی تعداد درج ذیل ہے۔

① **مدنی اوّل:** مدنی اوّل کے دو شمار ہیں:

① مدنی اوّل یزیدی بصری ② مدنی اول شیبی کوفی

◉ مدنی اوّل یزیدی بصری نے اختلافی آیات میں سے ایک قول پر ایک سو پچیس (۱۲۵)، دوسرے پر ایک سو چوبیس (۱۲۴)، اور تیسرے قول پر ایک سو تیئس (۱۲۳) آیات شمار کی ہیں۔

جب ان کو اجماعی تعداد میں شامل کریں تو اس شمار میں کل آیات چھ ہزار دو سو پندرہ (۶۲۱۵) یا چھ ہزار دو سو چودہ (۶۲۱۴) یا چھ ہزار دو سو تیرہ (۶۲۱۳) بنتی ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⊙ مدنی اوّل شیبی کوفی نے اختلافی آیات دوسوتہتر (۲۷۳) میں سے ایک قول پرایک سوانتیس (۱۲۹) دوسرے پرایک سواٹھائیس (۱۲۸) اور تیسرے قول پرایک سوستائیس (۱۲۷) آیات شمار کی ہیں۔ جب ان کو اجماعی آیات میں شامل کریں تو اس شمار کی کل آیات چھ ہزار دوسوانیس (۶۲۱۹) یا چھ ہزار دوسو اٹھارہ (۶۲۱۸) یا چھ ہزار دوسوستره (۶۲۱۷) بنتی ہیں۔ مدنی اول کے دونوں شمار پورے قرآن مجید میں متفق ومتحد ہیں۔لیکن چھ مواقع پران کا آپس میں اختلاف ہے، جن کی تفصیل یہاں بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔

② **مدنی اَخیر:** اس شمار میں آیات کی کل تعداد چھ ہزار دوسو چودہ (۶۲۱۴) ہے جن میں سے (۶۰۹۰) اجماعی ہیں اورایک سو چوبیں (۱۲۴) اختلاف والی آیات میں سے ہیں۔

③ **مکی:** اس شمار میں مکی نے اختلافی آیات میں سے ایک سوانیس (۱۱۹) یاایک سو اکیس (۱۲۱) آیات کو شمار کیا ہے اوراجماعی آیات میں شامل کرنے سے اس شمار کی آیات کی کل تعداد چھ ہزار دوسوانیس (۶۲۱۹) یا چھ ہزار دوسو اکیس (۶۲۲۱) بنتی ہیں۔

④ **کوفی:** اس شمار میں آیات کی کل تعداد چھ ہزار دوسو چھبیس (۶۲۲۶) ہے، جن میں سے چھ ہزار نوے (۶۰۹۰) اجماعی ہیں اورایک سو چھیالیس (۱۴۶) اختلافی ہیں۔

⑤ **بصری:** اس شمار میں آیات کی کل تعداد چھ ہزار دوسو چار (۶۲۰۴) یا چھ ہزار دوسو پانچ (۶۲۰۵) ہے، جن میں سے چھ ہزار نوے (۶۰۹۰) اجماعی ہیں اورایک سو چودہ (۱۱۴) یاایک سو پندرہ (۱۱۵) اختلافی ہیں۔

⑥ **دمشقی:** اس شمار میں آیات کی کل تعداد چھ ہزار دوسو چھبیس (۶۲۲۶) ہے، جن میں سے چھ ہزار نوے (۶۰۹۰) تو اجماعی ہیں اورایک سو چھتیس (۱۳۶) اختلافی ہیں۔

⑦ **حمصی:** اس شمار میں آیات کی کل تعداد چھ ہزار دوسو بتیس (۶۲۳۲) ہے جن میں سے چھ ہزار نوے (۶۰۹۰) اجماعی ہیں اورایک سو بیالیس (۱۴۲) اختلافی آیات میں سے ہیں۔ [کاشف العسر شرح ناظمۃ الزہر:۵۲تا۵۵]

شمار آیات کے حوالے سے ایک منتخب مثال

سورۃ الفاتحہ کی تمام شماروں میں سات آیات ہیں۔لیکن کوفی اورمکی شمار میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کو آیت شمار کیا گیا ہے۔جبکہ ان دونوں (کوفی اورمکی) کے علاوہ دیگر شماروں (مدنی اوّل، مدنی اَخیر، بصری، دمشقی اور حمصی) میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کوآیت شمار نہیں کیا گیا، بلکہ انہوں نے (أنعمت علیھم) پر آیت شمار کی ہے۔ آج کل ہمارے ہاں پاکستانی مصاحف خصوصی طور پر تاج کمپنی لمیٹڈ کے مطبوعہ مصاحف میں شمار آیات کے اختلاف کی طرف اشارہ کرنے کیلئے مختلف فیہ مقام پر عربی ہندسے پانچ (۵) کی علامت لگا دی جاتی ہے۔جیسا کہ سورۃ الفاتحہ کی آخری آیت میں (أنعمت علیھم) کے بعد اس علامت کی موجودگی کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ روایت حفص عن عاصم کے منتخب کوفی شمار میں تو یہاں آیت نہیں ہے مگر دیگر شماروں میں یہاں آیت شمار کی گئی ہے۔قاری المقری محمد ادریس عاصم نے اپنی کتاب میں ایسے کل چھیانوے (۹۶) مواقع گنوائے ہیں۔ [الاھتداء فی الوقف والابتداء:۱۲۵]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شمار آیات اور آئمہ قراءات عشرہ

آئمہ قراءاتِ عشرہ میں سے ہر ایک نے ایک مخصوص شمار کو اپنے لیے منتخب کیا ہے، ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

* **مدنی اوّل:** اس شمار کو امام ابوعمرو بصری اور امام ابوجعفر نے منتخب کیا۔
* **مدنی اٰخیر:** اس شمار کو امام نافع مدنی نے اپنے لیے منتخب کیا۔
* **مکی:** اس شمار کو امام ابن کثیر مکی نے منتخب کیا۔
* **کوفی:** اس شمار کو قراءت کے چار اماموں، امام عاصم، امام حمزہ، امام کسائی اور امام خلف العاشر نے منتخب کیا ہے۔
* **بصری:** اس شمار کو امام یعقوب نے اختیار کیا ہے۔
* **دمشقی:** اس شمار کو امام ابن عامر شامی نے اختیار کیا ہے۔
* **حمصی:** اس شمار کو آئمہ عشرہ میں سے کسی نے بھی اختیار نہیں کیا اور شاید یہی وجہ ہے کہ امام شاطبی رحمہ اللہ نے ناظمۃ الزہر میں اس کو بیان نہیں کیا۔

علم الفواصل پر لکھی گئی چند معروف کتب

* ناظمة الزهر از امام ابوالقاسم الشاطبی رحمہ اللہ
* معالم العسر شرح ناظمة الزهر از عبدالفتاح القاضی رحمہ اللہ
* بشير اليسر شرح ناظمة الزّهر از عبدالفتاح القاضی رحمہ اللہ
* كاشف العسر از قاری فتح محمد پانی پتی رحمہ اللہ (اردو)
* البيان از امام ابوعمرو الدانی رحمہ اللہ
* تحقيق البيان از الشیخ محمد المتولی رحمہ اللہ
* نفائس البيان فی عد آی القرآن از عبدالفتاح القاضی رحمہ اللہ
* هدايات رحيم از قاری رحیم بخش پانی پتی رحمہ اللہ (اردو)

⑥ علم الوقف والابتداء

وقف کا لغوی معنی ٹھہرنا اور رُکنا ہے۔ جبکہ اہل فن قراء کرام کی اصطلاح میں وقف کے معنی ہیں کہ

کلمہ کے آخر پر اتنی دیر آواز کو منقطع کرنا جس میں بطور عادت سانس لیا جاسکے، اور قراءت جاری رکھنے کا ارادہ بھی ہو، عام ہے کہ وقف کرنے کے بعد مابعد سے ابتداء کریں یا ماقبل سے اعادہ۔[النشر:۲۴۰/۱] (نشر کی رو سے یہی تعریف ممتاز اور زیادہ واضح ہے)

علم الوقف کا موضوع کلمہ اور کلام ہے، کیونکہ وقف میں دو بنیادی چیزیں ہیں:

① **کیفیت وقف:** یعنی یہ جاننا کہ وقف کس طرح کیا جائے بالاسکان یا بالاشمام یا بالروم وغیرہ۔
② **محل وقف:** یعنی یہ پہچاننا کہ وقف کس جگہ کیا جائے، تو وقف کو کیفیت کی حیثیت سے آخر کلمہ سے تعلق ہوتا ہے۔

علم الوقف کا مقصد وقف کا صحیح ہونا اور معنی کا واضح ہونا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہمیت وقف

معرفت وقف وابتداء کی اہمیت اور اس علم کی ضرورت کا احساس کرنے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ جس طرح دلائل شرعیہ یعنی قرآن وحدیث اور اجماع اُمت سے قرآن مجید کا تجوید کے ساتھ پڑھنا واجب اور ضروری ہے، اس طرح معرفت الوقف، یعنی قرآنی وقوف کو پہچاننا اور دورانِ تلاوت حسنِ وقف وابتداء کی رعایت رکھنا اور اس کا تعمد کے ساتھ اہتمام کرنا بھی ضروری ہے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ اور وجہ اس کی یہ ہے کہ جس طرح تجوید کے ذریعہ حروف قرآن کی تصحیح ہوتی ہے اسی طرح معرفت الوقوف کے ذریعے معانی قرآن کی تفہیم ہوتی ہے۔

* اللہ تعالیٰ قرآن مجید کو ترتیل کے ساتھ پڑھنے کا حکم دیتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا﴾[المزمل:۴] ''اور قرآن مجید کو ترتیل کے ساتھ پڑھو۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ترتیل کا معنی پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

''الترتیل هو تجوید الحروف ومعرفة الوقوف''[الإتقان فی علوم القرآن:۸۵/۱]

اس تفسیر میں ترتیل کے دو جز بیان کیے گئے ہیں۔

① تجوید الحروف ② معرفة الوقوف

پس تجوید الحروف کی طرح معرفة الوقوف بھی ترتیل کا ایک جزء اور اس کا ایک حصہ ہے۔ اور یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو ترتیل کے ساتھ پڑھنے کا صرف امر ہی نہیں فرمایا بلکہ امر کی تاکید کے لئے (ترتیلا) مصدر بھی ذکر فرمایا ہے جس سے اَمر میں مبالغہ اور تاکید مقصود ہے، اور مصدر پر تنوین بھی مبالغہ کے لئے ہے اور یہ بھی ملحوظ رہے کہ اَمر وجوب کے لئے ہوتا ہے، ہاں کسی خارجی سبب سے وجوبیت ساقط ہوجاتی ہے، مگر اس جگہ خارجی اسباب میں سے کوئی بھی ایسا سبب موجود نہیں ہے جو ترتیل کی وجوبیت کو ساقط کرتا ہو بلکہ احادیث آثار صحابہ وتابعین وتبع تابعین اور اجماع امت سے اس کی وجوبیت ہی ثابت ہے۔

* سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إنّ هذا القرآن أنزل علی سبعة أحرف اقرء وا ولا حرج، ولکن لا تختموا ذکر رحمة بعذاب ولا تختموا ذکر عذاب برحمة» وفی روایة أخری: «ما لم تختم آیة رحمة بآیة عذاب أو آیة عذاب بمغفرة»

''بے شک قرآن مجید سبعہ احرف پر نازل کیا گیا ہے تم ان تمام حروف پر پڑھو، اس میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن رحمت کے تذکرے کو عذاب کے تذکرے کے ساتھ اور عذاب کو رحمت کے ساتھ ملا کر ختم نہ کرو (یعنی وقف نہ کرو) اور ایک روایت میں الفاظ کچھ یوں ہیں۔ کہ آیت رحمت کو آیت عذاب کے ساتھ اور آیت عذاب کو آیت رحمت کے ساتھ ملا کر ختم نہ کرو۔''

مذکورہ بالا روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ رحمت اور ثواب والی آیت کو عذاب اور عقاب والی آیت کے ساتھ اور عذاب وعقاب والی آیت کو رحمت اور ثواب والی آیت کے ساتھ وصل کرکے پڑھنے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے، ان روایات میں وقف قبیح سے روکا گیا ہے۔ پس وقف قبیح سے بچنا اور وقف تام کو اختیار کرنا ان روایات کا خلاصہ ہے۔ ان روایات کو نقل کرنے کے بعد حافظ ابوعمرو الدانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"فهذا تعليم التام من رسول اللهﷺ عن جبرائيل" [المکتفی:ص۱۳۲]

''ان روایات میں نبی کریمﷺ کی طرف سے وقف تام کی تعلیم ہے اور نبی کریمﷺ نے وقف تام کی تعلیم کو حضرت جبریلؑ سے سیکھا ہے۔''

امام ابوجعفر النحاس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"فهذا تعليم التام توقيفاً من رسول اللهﷺ" [القطع:۸۹]

''ان روایات میں وقف تام کی تعلیم ہے جو کہ توقیفی ہے اور نبی کریمﷺ سے بطور نص ثابت ہے۔''

* عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریمﷺ کی خدمت میں دو شخص حاضر ہوئے، ان میں سے ایک نے کہا "من يطع الله ورسوله فقد رشد ومن يعصهما" اور اس پر اختیاری طور پر وقف کر دیا اس صورت میں معنی یہ ہونگے ''جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی وہ ہدایت پا گیا اور جس نے ان کی نافرمانی کی وہ بھی ہدایت پا گیا'' (العیاذ باللہ) نبی کریمﷺ نے سنتے ہی فوراً کہا: "قم اذهب بئس الخطيب أنت" ''اٹھ جا یہاں سے تو تو برا خطیب ہے۔''

علامہ اشمونی رحمہ اللہ نے یہ کلمات بھی روایت کئے ہیں:

"قل ومن يعص الله ورسوله فقد غوى" کہ نبی کریمﷺ نے تعلیماً اس کو کہا کہ تم یوں کہو: یعنی جس نے اللہ اور رسول کی نافرمانی کی وہ گمراہ ہوگیا۔

* علامہ جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دورِ صحابہ سے لیکر ہر دور میں علم وقف وابتداء کو ایک خاص اہمیت اور مقام حاصل رہا ہے، بلکہ یہ بات ہم تک تواتر کے ساتھ پہنچی ہے کہ قراء کرام میں امام ابوجعفر مدنی، اور امام نافع مدنی، امام ابوعمرو بصری، امام عاصم کوفی، امام حمزہ کوفی، امام کسائی کوفی، امام یعقوب حضرمی اور امام خلف العاشر کوفی وغیرہ کا اس فن میں کلام واضح ہے اور ان سے جو نصوص واقع ہوئی ہیں کتابوں میں مشہور اور معروف ہیں۔ نیز ان آئمہ فن نے اپنے تلامذہ سے اس فن پر سختی سے عمل کروایا۔ اور بعد میں آنے والے اَساتذہ کرام کے لئے شرط لگادی کہ وہ اس وقت تک کسی طالب علم کو سند اور اجازت نہ دیں جب تک وہ اس فن میں مہارت حاصل نہ کرے۔ [النشر:۱/۲۲۵]

* علامہ ابوالحسن علی بن النوری الصفاقسی رحمہ اللہ صاحب غیث النفع نے اپنی تجوید کی کتاب "تنبیه الغافلين وإرشاد الجاهلين" میں لکھا ہے:

''معرفت الوقوف کا جاننا نہایت ہی اہم ہے، کیونکہ اس کے بغیر کلام اللہ کے مرادی معنی نہ تو واضح ہوتے ہیں اور نہ مکمل۔ یعنی بسا اوقات قاری کلام پورا ہونے سے پہلے ہی وقف کر دیتا ہے جس کی وجہ سے کلام ادھورا رہ جاتا ہے، اور بے ربط ہو کر معنی کے سمجھنے میں دقت پیدا ہو جاتی ہے، اور بعض اوقات تو مطلب ہی فوت ہو جاتا ہے۔ اتنا بڑا معنوی فساد بے موقع وقف کرنے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے متقدمین اور متاخرین نے علم وقف کے سیکھنے اور سکھلانے پر زور دیا ہے اور اس موضوع پر بکثرت کتابیں لکھی ہیں۔ جو قاری علم وقف سیکھنے کی طرف توجہ نہیں دے گا وہ لاعلمی میں جہاں چاہے گا وقف کردے گا اور بے موقع وقف یا ابتداء کرنے کی وجہ سے اس کی علمی شخصیت مجروح ہو جائے گی۔ علم وقف کی اہمیت و ضرورت پر متعدد دلائل موجود ہیں، جن کو یہاں قلمبند کرنا ممکن نہیں ہے، لہٰذا تفصیلات جاننے کے لئے علم وقف پر لکھی گئی تفصیلی کتب کا مطالعہ فرمائیں۔ (جن میں سے چند کتابوں کا تذکرہ آگے آرہا ہے)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

علم وقف کی تدوین

علامہ جزری کی تحقیق کے مطابق علم وقف وابتدا کے سب سے پہلے مدون شیبہ بن نصاح مقری مدنی کوفی ہیں۔

[غاية النهاية:١/٣٣٠]

جبکہ علم قراءت میں سب سے پہلی تالیف ابوحاتم السجستانی کی ہے، جو علم وقف وابتداء پر لکھی گئی کتاب سے ۱۲۵ سال بعد لکھی گئی۔ علم وقف وابتداء کا علم القراءۃ سے تقریباً ۱۲۵ سال پہلے مدوّن ہو جانا اس علم کی شرعی اہمیت وضرورت کا زندہ ثبوت ہے۔ یوں بھی تراجم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قرونِ اولیٰ میں اس علم کی بہت زیادہ اہمیت تھی اور اونچے درجے کے صاحب علم وفضل کا محبوب ترین موضوع اور اس فن کی خدمت پسندیدہ مشغلہ تھا۔

[معلم الأداء في الوقف والإبتداء:ص۵۸]

علم الوقف کی چند اہم مباحث

علم وقف میں دو بنیادی باتوں کو جاننا از حد ضروری ہے۔

① کیفیتِ وقف (یعنی وقف کس طرح کرنا ہے)

② محل وقف (یعنی وقف کس جگہ کرنا ہے)

کیفیت وقف کی چار صورتیں

① **کیفیت وقف بلحاظ اداء:** اس کی پھر آگے چار صورتیں ہیں:

- وقف بالاسکان
- وقف بالاشمام
- وقف بالروم
- وقف بالابدال

② **کیفیت وقف بلحاظ اصل:** اس کی پھر آگے چار صورتیں ہیں:

- وقف بالسکون
- وقف بالتشدید
- وقف بالاظہار
- وقف بالاثبات

③ کیفیت وقف بلحاظ رسم

④ کیفیت وقف بلحاظ وصل

محل وقف کی چار صورتیں

① وقف تام ② وقف کافی ③ وقف حسن ④ وقف قبیح

مذکورہ دو اہم باتوں کے علاوہ بھی علم وقف میں چند اہم مباحث پر گفتگو کی جاتی ہے مثلاً وقف واقع ہونے کی چار صورتیں ہیں:

① وقف اختیاری ② وقف اضطراری ③ وقف اختباری ④ وقف انتظاری

نیز علم وقف میں سکتہ، سکوت، قطع، ابتداء، اعادہ اور وصل وغیرہ جیسے موضوعات کے بارے میں بحث کی جاتی ہے۔

علم الوقف پر لکھی گئی چند اہم کتب

علم الوقف پر صحابہ کرام کے دور سے لے کر ہر دور میں متعدد کتابیں لکھی گئیں جو اس علم وفن کی اہمیت وفضیلت پر دلالت کرتی ہیں۔ ان میں سے بعض ضخیم اور مفصل اور بعض متوسط اور بعض مختصر ہیں۔ ذیل میں ہم صرف چند کتابوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کے نام رقم کریں گے تاکہ قارئین کو اس امر کا اندازہ ہو کہ اس علم وفن میں بھی لاتعداد کتب لکھی گئی ہیں۔

* **کتاب الوقف والابتداء:** یہ ضرار بن صرد مقری کوفی کی تالیف ہے۔ [الفہرست لابن ندیم:ص ۳۸]
* **کتاب الوقف:** یہ شیبہ بن نصاح مدنی کوفی کی تالیف ہے۔علامہ جزری کی تحقیق کے مطابق اس فن میں یہ سب سے پہلی کتاب ہے۔
* کتاب الوقف والابتداء: یہ قراء سبعہ میں سے تیسرے قاری ابوعمرو بصری رحمہ اللہ کی تالیف ہے۔
* الوقف والابتداء: یہ قراء سبعہ میں چھٹے قاری امام حمزہ رحمہ اللہ کی تالیف ہے۔
* وقف التمام: یہ قراء سبعہ میں سے پہلے قاری امام نافع رحمہ اللہ کی تالیف ہے۔
* الوقف والابتداء: یہ قراء سبعہ میں سے ساتویں قاری امام کسائی رحمہ اللہ کی تالیف ہے۔
* وقف التمام: یہ قراء عشرہ میں سے نویں قاری امام یعقوب رحمہ اللہ کی تالیف ہے۔
* الوقف والابتداء: یہ قراء عشرہ میں دسویں امام اور امام حمزہ کے شاگرد امام خلف کی تالیف ہے۔
* الإیضاح فی الوقف والابتداء: یہ محمد بن قاسم بشار الانباری کی تالیف ہے، اس کتاب کی علامہ دانی، علامہ جزری رحمہ اللہ وغیرہ ائمہ فن نے تعریف کی ہے۔
* کتاب الوقف: یہ احمد بن کامل بن خلف بن شجرہ البغدادی رحمہ اللہ کی تالیف ہے۔
* الابانۃ فی الوقف والابتداء: یہ محمد بن جعفر ابن عبدالکریم رحمہ اللہ کی تالیف ہے۔
* الاھتداء فی الوقف والابتداء: یہ امام الفن عثمان بن سعید الدانی رحمہ اللہ کی تالیف ہے۔
* المکتفی فی الوقف والابتداء: یہ بھی امام دانی رحمہ اللہ کی کتاب ہے۔
* تحفۃ العرفان فی بیان اوقاف القرآن: یہ احمد بن مصطفیٰ طاش کبری زادہ رحمہ اللہ کی تالیف ہے۔
* معلم الاداء فی الوقف والابتداء: یہ قاری محمد تقی الاسلام رحمہ اللہ کی تالیف ہے۔(اردو)
* الاھتداء فی الوقف والابتداء: یہ قاری محمد ادریس عاصم حفظہ اللہ کی تالیف ہے۔(اردو)

قاری محمد تقی الاسلام نے اپنی کتاب 'معلم الاداء فی الوقف والابتداء' میں ۸۷ جبکہ قاری محمد ادریس عاصم نے اپنی کتاب ''الاھتداء فی الوقف والابتداء'' میں ۱۰۲ کتابوں کے اسماء قلم بند کیے ہیں تفصیلات کے لئے مذکورہ کتب کی طرف مراجعت فرمائیں۔

⑦ علم التحریرات

تحریرات لفظ 'تحریر' کی جمع ہے اور لغت میں تحریر کے متعدد معانی ہیں جن میں سے چند معانی یہ ہیں:

① تحقیق کرنا ② پختہ کرنا ③ اصلاح کرنا

اِصطلاح میں تحریر کہتے ہیں کہ کسی شے کو پختہ کرنا اور اس میں کمی وزیادتی کے بغیر گہری نظر رکھنا، یعنی قراءات قرآنیہ کو غلطی اور خلل (مثلاً ترکیب وغیرہ) سے محفوظ رکھنا مثلاً شروع آیت میں ایک قاری کے لئے پڑھنا اور آخری آیت میں اس سے عاجز آجانا وغیرہ۔اس کو تلفیق کہتے ہیں۔

امام سخاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''بعض قراءات کو بعض قراءت کے ساتھ خلط ملط کردینا یقیناً خطا ہے۔''

www.KitaboSunnat.com

امام قسطلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قاری پر واجب ہے کہ وہ طرق میں ترکیب (اختلاط) سے اِجتناب کرے اور ان کو جدا جدا پڑھے ورنہ وہ ناجائز عمل میں واقع ہوگا اور غیر منزل من اللہ قراءت کی تلاوت کرے گا۔علامہ اَزمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قرآن مجید میں روایتاً ترکیب (اختلاط طرق) حرام یا مکروہ تحریمی ہے۔جیسا کہ اہل درایت نے تحقیق کی ہے۔گویا کہ قراءت کی تحقیق و درستگی اور ہر روایت کو اس کے صحیح طرق سے پڑھنے اور ہر قراءت کو جدا جدا پڑھنے کا نام 'تحریرات' ہے۔

تحریرات کا فائدہ حرام اور معیوب سے کلام اللہ کی حفاظت کرنا ہے۔

مذکورہ کلام سے محسوس ہوتا ہے کہ قراءت میں ترکیب ممنوع اور حرام ہے، جس طرح کسی حدیث کو غیر ناقل (راوی) کی طرف منسوب کرنا ممنوع ہے اس طرح قراءت کو کسی غیر طریق سے پڑھنا ممنوع ہے بلکہ اس کی ممانعت حدیث کی نسبت زیادہ شدید ہے، کیونکہ اس کا تعلق کلام اللہ سے ہے۔

پہلی وجہ ہے کہ علماء کرام نے قراءت میں اس کا خصوصی اہتمام کیا ہے، سب سے پہلے امام جزری رحمہ اللہ نے تحریرات کا اہتمام کیا اور قراءت کے طرق کو درست کرکے جدا جدا کرکے جمع کردیا۔وہ اپنی کتاب النشر میں طرق کو جمع کرنے کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ

> ''اس وقت دنیا میں صحیح ترین اور اعلیٰ ترین طرق یہی ہے۔ان طرق میں، میں نے انہی رواۃ کو ذکر کیا ہے جن کی عدالت ہمارے ہاں یا ہمارے سلف کے ہاں ثابت شدہ ہے اور راوی کی ملاقات یا معاصرت اپنے شیخ سے متحقق ہے، اور ایسا اہتمام پہلے کہیں نہیں ملتا۔''

تحریرات کے فوائد

① تحریرات کا ایک فائدہ یہ ہے کہ آدمی قراءات میں ترکیب و تلفیق سے بچ جاتا ہے، جسے علماء کرام نے متخصص قراء کرام پر حرام قرار دیا ہے۔

② تحریرات درحقیقت اُمہات الکتب 'شاطبیۃ، الدرہ اور طیبۃ' کی تشریح و وضاحت ہیں۔

③ سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ تحریرات سے کلام اللہ کی حفاظت ہوتی ہے تاکہ کوئی حرام یا معیوب امر کلام الٰہی میں داخل نہ ہوسکے۔

تحریرات کا آغاز

تحریرات کا آغاز پانچویں صدی ہجری میں، امام دانی رحمہ اللہ، ابن شریح رحمہ اللہ، مکی القیسی رحمہ اللہ الاہوازی رحمہ اللہ، ابوالقاسم الہذلی رحمہ اللہ کے زمانے میں ہوا۔جب قراءات کو جمع کرکے اکٹھا پڑھنے کا رواج عام ہوا۔اس سے پہلے سلف ہر قاری بلکہ ہر راوی کے لئے جدا جدا قرآن مجید ختم کرتے تھے اور اس کام پر طویل عرصہ لگ جاتا تھا۔اور قریب تھا کہ طلباء علم قراءت سیکھنا بالکل ہی ترک دیتے، چنانچہ اس مشقت کو دور کرنے کے لئے ''جمع قراءت'' کا طریقہ اختیار کیا گیا جس کو طلبا نے آسان سمجھا اور جوق در جوق علم قراءات سیکھنا شروع کردیا۔جب 'جمع قراءات' کا طریقہ عام ہوگیا تو کثرت وجوہ اور تعدد طرق کا مسئلہ پیدا ہوگیا۔جن کو منظم کرنے کی ضرورت تھی تاکہ وجوہ اور طرق آپس میں باہم خلط ملط نہ ہوں، کیونکہ 'جمع قراءات' میں عدم ترکیب بنیادی شرط ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ محقق علماء کرام نے طرق کو نکھارنے اور وجوہ کی وضاحت کے لئے 'علم التحریرات' کو مدون کیا اور اس پر متعدد منظوم ومنثور کتب لکھیں۔اور ان آیات قرآنیہ کو شمار کیا جن میں تحریرات کی ضرورت تھی اور ان میں جائز و ناجائز وجوہ کی وضاحت فرمادی۔[خلاصه از تاملات حول تحریرات العلماء للقراء ت المتواترة]

تحریرات کی فنی حیثیت اور اختیارات قراء سے ان کا فرق

جملہ قراءات عشرہ درحقیقت آئمہ قراءت کے وہ اختیارات ہیں جو انہوں نے اپنے مشائخ واساتذہ کی قراءات سے منتخب کیے ہیں، کیونکہ 'علم القراءات' کی تدوین سے پہلے سلف اپنے ذوق کے مطابق چند اُمور کو اختیار کر لیتے تھے اور اس کی پابندی کرتے ہوئے تلاوت فرماتے اور انہی اختیارات کو پڑھتے اور پڑھاتے تھے۔تمام محدثین ومفسرین اور فقہاء ومجتہدین ان کی اختیار کردہ قراءات کو بلاعذر قبول کرتے تھے۔کوئی اہل علم بھی ان کے اختیار کردہ کسی ایک حرف کا بھی انکار نہیں کرتا تھا۔[شرح سبعہ قراءات:۱/۶۷]

اختیار قراءات کا یہ سلسلہ بے حد وسیع تھا اور صدیوں جاری رہا اور بے شمار صاحب آئمہ اختیار پیدا ہوئے۔امام ابو محمد مکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''کتابوں میں ان ستر (۷۰) صاحب اختیار آئمہ کی قراءات مذکور ہیں جو قراء سبعہ سے مقدم تھے۔اس سے اندازہ لگائیں کہ ان کے ہم مرتبہ اور ان سے کم مرتبہ کتنے ہی ائمہ ہونگے۔امام ابو جعفر ابن جریر طبری رحمہ اللہ نے اپنی کتابوں میں قراء سبعہ سے مقدم وہ پندرہ (۱۵) قراءتیں نقل کی ہیں۔جو عہد صحابہ میں پڑھی پڑھائی جاتی تھیں اور جن کی وہ اپنی نمازوں میں تلاوت کیا کرتے تھے۔ان صاحب اختیار ائمہ کے تلامذہ اور رواۃ بہت بڑی تعداد میں تھے بلکہ ان میں سے ہر ایک کی جانشین ایک پوری قوم تھی جن کو احاطہ شمار میں لانا ناممکن ہے،لیکن ان تمام آئمہ کرام میں سے بعض حضرات کو اللہ تعالیٰ نے مقبولیت کے شرف سے نوازا اور آج تک ان کی قراءات دنیا میں پڑھی اور پڑھائی جارہی ہیں،مقبولیت عامہ کا شرف حاصل کرنے والی قراءات کی تعداد دس ہے۔جنہیں قراءات عشرہ کہا جاتا ہے۔''

[شرح سبعه قراء ت:۱/۶۷]

مذکورہ کلام سے محسوس ہوتا ہے کہ سلف میں اپنے اساتذہ سے پڑھی ہوئی وجوہ کا التزام نہیں تھا بلکہ وہ اپنے ذوق کے مطابق تمام اساتذہ کی قراءت میں سے ایک نئی قراءت اختیار کر لیتے تھے اور پھر اسی کے مطابق پڑھتے پڑھاتے رہتے تھے۔اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اگر آج بھی کوئی ماہر قاری ایک نیا اختیار بنانا چاہے تو شرعاً اس کے لئے ایسا کرنا جائز ہے۔اور ایسا کرنے والے کے لئے تحریرات کوئی معنی نہیں رکھتیں،کیونکہ وہ اپنے اختیار میں آزاد ہے کہ اپنے ذوق کے مطابق جس وجہ کو چاہے اختیار کرے اور جس وجہ کو چاہے ترک کردے،لیکن اگر کوئی شخص اپنے لیے نیا اختیار بنانے کی بجائے مذکورہ قراءات عشرہ کے مطابق ہی پڑھنا چاہتا ہے تو اہل فن کے نزدیک اس پر تحریرات کا التزام کرنا ضروری ہے۔کیونکہ علم التحریرات انہی قراءات کی وجوہ اور طرق کو نکھارنے اور جدا جدا کرنے کا کام کرتا ہے۔لہٰذا فن کے حسن وجمال اور علمی شخصیت کا تقاضہ ہے کہ آدمی اہل فن کے مقرر کردہ قواعد کے مطابق پڑھے۔اگر کوئی شخص قراءات عشرہ میں تحریرات کا التزام نہیں کرتا تو اس سے اس کی علمی شخصیت مجروح ہوگی اور وہ جہالت کا مرتکب ہوگا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

علم التحریرات پر لکھی گئی چند اہم کتب

- اتحاف البریة ازالشیخ حسن خلف الحسینی
- بلوغ الأمنية شرح اتحاف البرية ازالشیخ علی محمد الضباع رحمہ اللہ
- تاملات حول تحریرات العلماء للقراء ت المتواترة ازعبدالرزاق بن علی بن ابراہیم موسیٰ رحمہ اللہ
- کتاب حل المشکلات وتوضیح التحریرات فی القراء ت ازمحمد عبدالرحمن الخلیجی رحمہ اللہ
- کنز المعانی فی تحریر حزر الامانی ازعلامہ سلیمان الجمزوری الأفندی رحمہ اللہ
- الفتح الرحمانی شرح کنز المعانی ازعلامہ سلیمان الجمزوری الأفندی رحمہ اللہ
- هبة المنان فی تحریر أوجه القرآن ازعلامہ محمد بن محمد الطباخ رحمہ اللہ
- الروض النضیر فی أوجه الکتاب المنیر شرح فتح الکریم ازعلامہ المتولی رحمہ اللہ
- تحریر طیبة النشر فی القراء ت العشر ازعلامہ السید ہاشم رحمہ اللہ
- تحریر النشر ازالشیخ مصطفیٰ بن عبدالرحمن الأزمیری رحمہ اللہ
- شرح تنقیح فتح الکریم فی تحریر أوجه القرآن الکریم
- عزو الطریق ازعلامہ محمد بن احمد المتولی رحمہ اللہ
- المسائل التبریزیة از حافظ محمد بن الجزری فی الرد علی أربعین مسألة فی الغاز القراء ات

⑧ علم توجیہ القراءات

اس سے مراد وہ علم ہے جس میں دلائل کے ساتھ لغت، اعراب اور معنی وغیرہ کے اعتبار سے وجوہ قراءات کو بیان کیا جاتا ہے۔اس علم پر مشتمل کتابوں کو کتب التوجیه ، کتب الاحتجاج یا علل القراء ات کا نام دیا جاتا ہے۔

علم توجیہ القراءات کا آغاز

اس علم کا آغاز علم عربی اور اس کی تدوین کے وقت سے ہی ہو گیا تھا۔علم لغت میں اہل عرب قرآن مجید اور اس کی قراءات پر ہی اعتماد کرتے تھے۔یہ ان کا مصدر خاص تھا۔یہی وجہ ہے کہ سب سے پہلے اہل عرب نے ہی دوسری صدی ہجری میں علم توجیہ القراء ات کو ایجاد کیا۔اور انہوں نے کتب الاعراب یا معانی القرآن یا غرائب القرآن کے نام سے کتابیں لکھیں۔

اس علم پر سب سے پہلے امام ابوعمرو بن العلاء المازنی بصری النحوی المقری، امام العربیة المشہور سیبویہ، امام علی بن حمزہ الکسائی المقری النحوی، ابوزکریا یحییٰ بن زیاد الفراء، ابوعبید القاسم بن سلام اور مبرد وزجاج وغیرہ نے کلام کی۔اس کی مثالیں دیکھنے کے لئے امام الازہری کی کتاب (القراء ات وعلل النحويين فيها)، امام فراء کی کتاب (معانی القرآن) امام زجاج کی کتاب (معانی القرآن) میں دیکھیں۔دوسری صدی ہجری تک معاملہ ایسے ہی چلتا رہا۔یہاں تک کہ امام مجاہد پیدا ہوئے اور قراءات سبعہ اور دیگر قراءات میں مستقل تصنیفات معرض وجود میں آئیں۔اس دوسرے مرحلے میں علم توجیہ القراءات پر بھی مستقل کتابیں لکھی گئیں۔اس علم میں مستقل کتاب لکھنے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے سب سے پہلے مصنف کے بارے میں مختلف آراء پائی جاتی ہیں اور بالجزم کسی ایک کی تحدید کرنا ایک مشکل کام ہے، کیونکہ متعدد کتب مفقود ہو چکی ہیں بعض اہل علم کے نزدیک امام کسائی نے سب سے پہلے اس علم پر مستقل کتاب لکھی۔ جب کہ بعض نے عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کا نام لیا ہے۔

علم توجیہ القراءات کے مصادر

علم توجیہ القراءات کے مصادر کی کئی اقسام ہیں

① وہ کتب جو مستقل اس علم پر لکھی گئی تھیں۔ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے جنہیں احاطہ شمار میں نہیں لایا جاسکتا ان میں چند کتب درج ذیل ہیں:

* القراءات وعلل النحويين فيها لابی منصور محمد بن احمد الأزہری رحمہ اللہ
* إعراب القراءات السبع وعللها لابن خالویۃ رحمہ اللہ
* الحجة للقراء السبعة أئمة الامصار بالحجاز والعراق والشام الذين ذكرهم ابن مجاهد، لابی علی حسن بن عبد الغفار الفارس
* حجة القراءات لابی زرعۃ عبدالرحمٰن بن محمد بن زنجلة رحمہ اللہ
* الكشف عن وجوه القراءات السبع وعللها وحججها لمکی بن ابی طالب القیسی رحمہ اللہ
* الموضع شرح الهداية فی القراءات السبع لابی العباس المهدوی احمد بن عمار رحمہ اللہ
* الموضح فی وجوه القراءات وعللها لنصربن علی الفارسی المشهور بابن ابی مریم رحمہ اللہ

② **کتب تفسیر:**

بعض مفسرین نے اپنی تفاسیر میں قراءات کی توجیہات بیان کرنے کا اہتمام کیا ہے۔اس سلسلے میں امام طبری رحمہ اللہ نے (جامع البيان) میں سب سے پہلے اس پر کلام کیا۔اسکے بعد دیگر مفسرین نے بھی اس میں حصہ لیا۔ اس سلسلے میں امام ابوجعفر النحاس نے (معانی القرآن) میں، امام زمخشری نے (الكشاف) میں ،ابن عطیہ نے (المحرر الوجيز) میں اور امام ابوحیان نے (البحر المحيط) میں قراءات کی توجیہات کا اہتمام کیا ہے۔

③ **وہ کتب جو قراءات شاذہ پر لکھی گئی ہیں، مثلاً**

* المحتسب فی تبيين شواذ القراءات والإفصاح عنها لابی الفتح ابن جنی
* اعراب القراءات الشواذ لابی البقاء العکبری

④ **كتب اللغة**

لغت کی کتابوں میں بھی قراءات کی توجیہات مل جاتی ہیں، مثلاً کتب الاعراب جیسے اعراب ثلاثين سورة لابن خالوية ،اعراب القرآن للنحاس اور مشكل الاعراب القرآن لمکی قابل ذکر ہیں۔

کتب المعانی جیسے معانی القرآن للفراء وللزجاج وللأخفش

(علم توجیہ القراءات کے بارے میں مذکورہ معلومات :الدكتور خالد بن سعد المطرفی جامعة قصيم قسم القرآن وعلومہ سعودی عرب کے مضمون توجيه القراءات ، نشأته ومصادره سے لی گئی ہیں۔)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ